ISSN(**Print**): 2709-9636 | ISSN(**Online**): 2709-9644
Volume 2, 2021(Issue III, July to September)

حمیرا خالد

اسکالر پی۔ ایچ۔ ڈی۔ شعبہ اقبالیات علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد

ڈاکٹر شاہد اقبال کامران

سابق ڈین فیکلٹی آف سوشل سائنسز علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد

اسلامی فقہ کی تشکیل جدید اور اقبال

Humera Khalid
P.hd Scholar Iqbaliat department Allama Iqbal Open University Islamabad.
Dr. Shahid Iqbal Kamran
Ex Dean Faculty of Social Sciences Allama Iqbal Open University Islamabad.

Reconstruction of Islamic Fiqa and Iqbal

Iqbal was the famous religious Islamic thinker and his thought originated from Islamic belief and culture. Iqbal explained ijtihad as to exert with a view to express an independent judgment but not to be independent of judgment but not to be independent of the Holy Quran and our last prophet Sunnah. Iqbal apposed freedom of thought which makes deviate from divine guidance but endorsed the freedom of ijtihad to oppose rigidity and stagnation. The Muslim world was in great crisis in the era of nineteenth and twentieth centuries. The Muslim world was in great trouble caused by the conflict between conservatism and modernism. This article aimed to define that being religious thinker. Iqbal never accept a passive attitude he argued that neither conservatism nor modernism was good. Result of study shows that Iqbal took a balance approach between conservatism and modernism. In his balance approach Iqbal tried to reconstruct Islamic thoughts through the principle if ijtihad and it was the only way to rescue Muslim for the stagnation of thoughts. The concept of Iqbal about the topic is very much different which are explained in this article.

Keywords: *Iqbal, Islamic thoughts, reconstruction philosophy and Ijtihad.*

ISSN(**Print**): 2709-9636 | ISSN(**Online**): 2709-9644
Volume 2, 2021(Issue III, July to September)

بعض ادبا نے اپنے خیالات کے اظہار کے لیے فرضی خطوط لکھے ہیں، جن میں کسی مکتوب کا جواب تو نہیں ہوتا، لیکن مکتوب نگار ایک مضمون تحریر کر دیتا ہے۔

یہ ایک حقیقی امر ہے کہ علامہ اقبال کی زندگی میں مذہب کو ایک خاص اہمیت حاصل رہی اور علامہ کی تمام زندگی مذہب کو زندگی کے ہر شعبہ میں بطور اصل و اصول تسلیم کرانے میں گزری۔ علامہ اقبال تمام عمر اس بات کی وضاحت کرتے رہے کہ اسلامی تعلیمات اور ثقافت پر جو مجوسیت کی چھاپ لگی ہوئی ہے اسے اتار پھینکنا بہت ضروری ہے۔

گزشتہ نصف صدی سے سوائے ایران کے تمام اسلامی جمہوری ممالک میں احیائے اسلام کی تمام تحریکوں کو جس ناکامی اور مایوسی کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ وہ اسلام کی نہیں بلکہ اس رجعت پسند مجوسی ذہنیت کی ناکامی ہے۔

جس نے مذہبی پیشوائیت کے تصور کو احیاء دیا۔ علامہ اقبال کے نزدیک جب تک خدائے واحد کی یکتائیت اور ختم رسالت نبی ﷺ کی حقیقت ہمارے اسلامی جمہوری فلاحی معاشرے میں جلوہ گر نہیں ہوتی۔ اسلامی ثقافت کی احیاء کی کوشش سعی لاحاصل رہے گی۔

زندگی کے بارے میں علامہ اقبال کا تصور حرکی تصور تھا۔ اسی لئے زندگی کے بدلتے ہوئے حالات میں مذہب کے بھرپور کردار کے حوالے سے علامہ اقبال مذہب میں بھی اصول حرکت پر یقین رکھتے تھے۔ اسلام میں اصول حرکت صرف اور صرف اجتہاد میں ظہور پذیر ہوتا ہے۔ ۱۹۰۴ء میں لکھے گئے مقالے، قومی زندگی، میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور امام ابو حنیفہ کی فقہی خدمات کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے خیال ظاہر کرتے ہیں کہ

> " ایسا عالی دماغ مقنن اب ناپید ہے جس کے وائے عقلیہ و متخلیہ کا پیمانہ اتنا وسیع ہو کہ وہ قانون اسلامی کو مسلمات کی بنیاد پر نہ صرف جدید پیرائے میں مرتب و منظم کر سکے بلکہ تخیل کے زور سے اصول کو ایسی وسعت دے سکے جو مال کے تمدنی تقاضوں کی تمام ممکنہ صورتوں پر حاوی ہو۔ لہذا وہ اس کام کی اہمیت کے پیش نظر ایک سے زیادہ دماغوں کی ضرورت کا ذکر کرتے ہیں جس کی تکمیل کے لئے بقول اقبال کے کم از کم ایک صدی کی ضرورت ہے۔"(۱)

سولہویں صدی عیسوی میں شروع ہونے والی استعماریت اٹھارویں اور انیسویں صدی عیسوی میں اپنے عروج پر پہنچ گئی تھی۔ جس کے نتیجہ میں بیشتر اسلامی ممالک مغربی استعماری تسلط کا شکار ہوئے۔ اسی دوران ترک خلافت عثمانیہ روبہ زوال ہو گئی۔ اور عالم میں، یورپ کی مرد بیمار، کے نام سے پکاری جانے لگی۔ جنگ عظیم اول میں ترکی نے جرمنی کا ساتھ دیا اور جنگ میں ترکی اور اس حلیفوں کو شکست ہوئی اور ترکی کے اکثر علاقوں پر اٹلی، فرانس اور برطانیہ کا قبضہ ہو گیا۔ اسی دوران ایک ترک مرد حر مصطفی کمال پاشا نے اپنے کچھ ساتھیوں کے ہمراہ ترک سلطان کے خلاف بغاوت کر کے موجودہ ترکی کو آزاد کرا کے سلطنت سے سلطان کی بادشاہت کے خاتمے کا اعلان کر کے اور ترکی کو آزاد ریاست قرار دے کر ترک قوم کا وقار بحال کر دیا۔

بیسویں صدی کے پہلے ربع تک تقریباً تمام مسلم ممالک مغربی استعماریت کا شکار ہو چکے تھے۔ شمالی افریقہ سمیت تمام عالم عرب چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں منقسم ہو گیا جن پر مغربی استعماری قوتوں کی بالواسطہ حکمرانی تھی۔ مغربی استعمار نے مسلم قوم کی رہی سہی وحدت کو بھی تنکہ تنکہ کر دیا۔ علاقائی اور نسلی تعصب کے ایسے بیج بوئے گئے کہ امت مسلمہ مختلف ریاستوں میں بٹکر گروہ در گروہ منتشر ہو جائے اور اپنی وحدت کھو کر انتشار کا شکار ہو کر اپنی بقاء کی جنگ لڑنے میں مصروف ہو جائے۔

اسی انتشار پر علامہ اقبال کچھ اس انداز میں نوحہ خواں ہوئے۔

حکمت مغرب سے ملت کی یہ کیفیت ہوئی
ٹکڑے ٹکڑے جس طرح سونے کو کر دیتا ہے گاز
لے گئے تثلیث کے فرزند میراث خلیل
خشت بنیاد کلیسا بن گئی خاک حجاز (۲)

امت مسلمہ کی حالت زار پر اسی طرح، شکوہ اور جواب شکوہ میں بھی علامہ اقبال مسلم قوم کے عہد زریں کا حسرتناک تذکرہ کر کے نوحہ خوانی کرتے ہیں۔ امت مسلمہ کے زوال اور انحطاط کی وجوہات کو عالمگیر اور علاقائی موضوعات میں تقسیم کیا جائے تو پہلی وجہ اسلامی تعلیمات میں اجنبی عناصر کے داخل ہونے کے سبب اسلامی حکومتوں کا وہ رویہ تھا جو پیغمبر اسلام نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کے منافی تھا اس طرح حقیقی اسلامی طرز عمل رفتہ رفتہ مفقود ہو گیا۔ دوسری وجہ علاقائی مسائل مثلاً سپین میں عیسائی جبر و تسلط، شمالی افریقہ میں انتہا پسند الموحدین کا طرز عمل وسط ایشیاء میں سلطنت تیموریہ کا زوال، ترک عثمانیوں کا انحطاط، ایران میں غیر مذہب افغانوں

ISSN(**Print**): 2709-9636 | ISSN(**Online**): 2709-9644
Volume 2, 2021(Issue III, July to September)

کا ظہور تھا۔ مسلمانوں کی زیادہ توجہ ان داخلی دشواریوں کو دور کرنے پر مرکوز رہی۔ چنانچہ من حیث الامت وہ بیرونی معاملات پر زیادہ توجہ نہ دے سکے۔ تیرہویں صدی کے وسط میں بغداد پر جاہل تاتاری منگولوں کے حملے نے مسلمانوں کی تخلیقی صلاحیتوں کو مفلوج کر کے رکھ دیا۔ علامہ اقبال کو یہ تمام افکار ورثہ میں ملے کسی حد تک انہوں نے مذہب اور معاشرے سے متعلق افکار میں اپنے پیش رو مسلم مفکرین کی نمائندگی بھی کی۔ جرمن تصور پسندی اور فلسفیانہ تحاریک نے علامہ کے لہجے کو وہ شدت و توانائی بخشی جو اس سے قبل ہند کے مسلمانوں کی تاریخ میں کبھی نہ سنی۔ علامہ اقبال نے جنگ عظیم اور کے بعد ترکی کی تقسیم اور عراق، لبنان اور شام کازیاں اپنی آنکھوں سے دیکھا۔

"امت کی بدحالی نے علامہ کے ذہن و دل کو بے حد متاثر کیا اسی بناء پر علامہ کا ابتدائی کلام جذبہ حب الوطنی اور استعماریت کے خلاف شدید احتجاج پر مبنی ہے۔ قیام یورپ کے دوران دیگر ہندوستانیوں کے برعکس مغربی تہذیب کی چمک اقبال کو متاثر نہ کر سکی۔ اقبال نے عمیق نگاہ سے مشاہدہ کیا کہ تہذیب مغرب اخلاقی اور روحانی اقدار سے لاتعلقی کے سبب تباہی کے دہانے پر پہنچی۔ علامہ علاقائی اور نسلی تعصب کو اسلام کے منافی خیال کرتے تھے اور اہل مشرق کی بے روح مذہب پرستی سے بھی بے حد نالاں تھے۔ علامہ اقبال نے اپنے عہد کے اسلام کے تنگ نظری اور جامدیت پر کڑی تنقید کی۔ علامہ اقبال ہر قسم کے، ازم، کے مخالف تھے۔ علامہ اقبال اپنی فکر اور تصورات کے ذریعے مسلم امہ کی سہل پسندی و ناامیدی کی کیفیات کو فعالیت ورجائیت سے بدلنا چاہتے تھے۔ علامہ نے حرکی نظریہ حیات کا تصور پیش کیا۔ اور اجتہاد کے ذریعے اسلامی قوانین میں حرکت کی حمایت کی۔ اقبال کی تجدیدی فکر چند اصلاحات تک محدود نہ تھی بلکہ جدید ترقی کی روشنی میں علامہ ذہن اور روح کی مکمل اصلاح کے قائل تھے۔ علامہ اقبال کے خیال میں تہذیب انسانی کا ہر فعال عنصر یا مکمل طور پر اسلامی تھا یا اسلام سے مستعمار لیا گیا تھا۔"(۳)

علامہ اقبال نے اسلامی فقہ کی تشکیل جدید کے لئے تصور اجتہاد پیش کیا۔ اجتہاد کا بہت وسیع مفہوم علامہ کے ہاں پایا جاتا ہے۔ علامہ اقبال نے نہ صرف اجتہاد کے تصور پر سے تاریخ کی گرد صاف کی بلکہ اسے عصر حاضر کے لئے لازمی اصول کی حیثیت دی وہاں اس تصور کی قرآنی بنیادیں فراہم کر کے اسے تاریخی تسلسل بھی دیا۔ علامہ اقبال نے جس عہد میں آنکھ کھولی اس وقت کے مسلم معاشرے میں اجتہاد پر گفتگو روز مرہ کا معمول تھا۔ علامہ اقبال

نہ صرف برصغیر میں ہونے والی مباحث سے واقف تھے بلکہ وہ عالم اسلام کے دوسرے علاقوں میں چھپنے والے مضامین و تحقیق سے بھی آگاہ تھے۔ علامہ اقبال اوائل عمری سے ہی قومی مسائل میں گہری دلچسپی رکھتے تھے۔ برصغیر کے مسلمانوں کو جو روز مرہ مسائل درپیش تھے اور ان کی معاشرتی اور اقتصادی زندگی جس صورت حال سے دوچار تھی اس نے علامہ کو سوچنے پر مجبور کیا۔ اور ان مسائل کو سمجھنے اور تجربہ کر کے ان کی جڑوں تک رسائی کی سعی نے علامہ اقبال کی فکر میں حقیقت پسندی کے پہلو کو غالب رکھا۔ علامہ اقبال نے ایسے جدید علم الکلام کی ضرورت پر زور دیا جو مسلمانوں کو فکری انتشار سے نجات دلا سکے۔ علامہ معاشرتی اصلاح کے لئے فقہ اسلامی کی نئی تعبیر کی ضرورت پر زور دیتے ہیں۔

علامہ ابتداء ہی سے اجتہاد کے قائل تھے اور تقلید کو قومی زندگی کے لئے خودکشی قرار دیتے تھے۔ ۱۹۰۵ء میں لکھی ایک غزل میں تقلید کو خودکشی قرار دیتے ہوئے فرماتے تھے۔

تقلید کی روش سے تو بہتر ہے خودکشی
رستہ بھی ڈھونڈ، خضر کا سودا بھی چھوڑ (۴)

"۱۹۰۵ء سے ۱۹۰۸ء تک قیام یورپ کے دوران علامہ نے مغربی تہذیب کی مادہ پرستی کا بغور جائزہ لیا۔ ۱۹۰۸ء میں وطن واپسی پر وکالت شروع کی تو قانونی مقدمات کے ذریعے مسلم معاشرے کے سماجی مسائل اور مروجہ قانون کی تنگی اور ظلم سے براہ راست واسطہ پڑا۔ حقوق نسواں اور عائلی قوانین کا مسئلہ بہت اہم تھا۔ اس دور کی برطانوی عدالتیں جو حنفی فقہ پر انحصار کرتی تھیں، خاوند کے ہاتھوں ظلم کا شکار مظلوم بیوی کو خاوند سے طلاق کا کوئی حق نہ تھا۔ اور بیوی کے لئے ظالم شوہر سے چھٹکارا پانے کا واحد راستہ عیسائیت اختیار کرنا تھا۔" (۵)

اس گھمبیر صورت حال نے اقبال کو فقہ اسلامی اور اس کے اصول کے گہرے مطالعے پر مجبور کیا۔ ۱۹۱۰ء میں دیئے گئے خطبہ، ملت بیضا پر ایک عمرانی نظر، میں علامہ اقبال نے مسلم قوم کی اتحاد و یگانگت کو لازمی قرار دیا۔

"علامہ نے واضح کیا اتحاد اور یگانگت کے لئے اقتصادی بہبود کے ساتھ ساتھ فقہ کی تدوین نو کے حوالے سے امام ابو حنیفہ کے اجتہادی کاموں کے پیش نظر رکھنا چاہیے۔ علامہ زماں اور مکاں کے احوال میں ماضی سے رشتہ منقطع کئے بغیر جدید مسائل کے حل کی خاطر فقہ پر از

ISSN(**Print**): 2709-9636 | ISSN(**Online**): 2709-9644
Volume 2, 2021(Issue III, July to September)

سر نو غور کی اہمیت اجاگر کرتے ہوئے معتقدات مذہبی کی رجوہات کو اسلامی تہذیب کی یک رنگی کے لئے لازمی قرار دیتے ہیں۔"(۶)

علامہ اقبال نے حر کی تصور پیش کر کے اس تاثر کو غلط اور گمراہ کن قرار دیا کہ اسلامی قانون جامد یا مزید نشو نما کے قابل نہیں ہے۔ علامہ اقبال نے واضح کیا کہ ابتدائے اسلام سے لے کر عباسی دور کے بر سر اقتدار آنے تک قرآن کے سوا مسلمانوں کے پاس کوئی تحریری ضابطہ قانون اور دستور نہیں تھا۔ دسویں اور گیارہویں صدی عیسوی تک عالم اسلام میں فقہ اور قانون میں مختلف مسالک کا ظہور ہو چکا تھا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ فقہائے متقدمین نے ایک بڑھتے ہوئے تمدن کی ضرورت کے پیش نظر کتنی سعی اور جدوجہد کی۔ در حقیقت فتوحات میں توسیع اور اضافے کے ساتھ ساتھ جب عالم اسلام کے مطمع نظر میں بھی وسعت پیدا ہوئی تو فقہائے متقدمین کو بھی ہر معاملے میں وسعت نظر سے کام لینا پڑا اور جو قومیں اسلام قبول کر رہی تھی ان کے عادات اور خصائل اور مقامی حالات کا مطالعہ کرنا پڑا۔ علامہ نے شعر کی زبان میں اس کی وضاحت یوں کی

احوال و مقامات پہ موقوف ہے سب کچھ
ہر لحظہ ہے سالک کا زماں اور مکاں اور (۷)

علامہ اقبال علماء پر واضح کرتے ہیں کہ فقہائے متقدمین اور بزرگان دین کی پیروی کرنے کے معنی ہر گز نہیں کہ ان کے اجتہاد کو جامد کر کے رکھ دیں بلکہ وہ مقدس لوگ اپنے افعال اور اعمال سے ہمیں درس دے گئے ہیں کہ کس طرح احوال اور مقامات اور اپنے ارد گرد کے تقاضوں کے مطابق قرآن حکیم کے دیئے ہوئے بنیادی اصولوں کی نفی کئے بغیر اپنا راستہ متعین کرتے رہے۔ اور فکر اسلامی کو جامد اور ساکت ہونے نہ دیا۔ علامہ اقبال مزید وضاحت کرتے ہوئے واضح کرتے ہیں کہ اگر روز ہونے والی اذان کو ہی لیں تو ہمارے کانوں تک پہنچنے والے الفاظ میں اللہ کی واحدنیت اور بڑائی بیان کی جاتی ہے۔ اور ہر مسجد سے یہ ہی اذان گونجے گی لیکن اگر مسجد میں داخل ہوں تو ایک خاص مسلک سے متعلق لوگ اگر وہاں موجود ہوں تو ممبر پر خطیب بھی اسی گروہ کی نمائندگی کرتا نظر آئے گا۔ اس کے بر عکس ایک مرد حر مرد مجاہد جس کو اقبال مرد مسلمان قرار دیتے ہیں اور شاہین سے تشبیہ دیتے ہیں۔ جب وہ اذان کی آواز بلند کرتا ہے تو مومن کے اذان رگ و ریشہ میں خون ایک برق کی مانند دوڑنے لگتا ہے۔ مجاہد کی اذان صرف و صرف اللہ کی واحدنیت اور اتحاد ملت کا پیغام دیتی ہے گو کہ الفاظ وہی ہیں اور معنی بھی لیکن دونوں کا اثر جدا جدا ہے۔

ISSN(**Print**): 2709-9636 | ISSN(**Online**): 2709-9644
Volume 2, 2021(Issue III, July to September)

الفاظ و معانی میں تفاوت نہیں لیکن

ملا کی اذان اور مجاہد کی اذان اور (۸)

علامہ اقبال اس امر حقیقی پر زور دیتے ہیں کہ قرآن حکیم ہمیں اشارات اور بنیاد فراہم کرتا ہے۔ جس کے ذریعے ہم اپنے گردوپیش اور زمانے کے حالات کے پیش نظر زندگی کے قوانین مرتب کرسکتے ہیں۔ سورۃ یوسف میں ارشاد ربانی ہے۔

ان هو الاذكر للعلمين۔ (۹)

ترجمہ قرآن تمام عالم کے لئے نصیحت ہے۔

جب قرآن حکیم تمام عالم کے لئے نصیحت ہے اور تمام عالم انسانیت کے لئے ہدایت کا سرچشمہ ہے تو پھر دین اسلام پر کسی ایک فرقہ کی اجارہ داری کا کوئی جواز باقی ہرگز نہیں رہتا۔ ملت اسلامیہ پر فقہائے متقدمین کا بہت بڑا احسان ہے کہ انہوں نے اپنے عمل سے ہمیں اجتہاد کا راستہ دکھایا۔ علامہ اقبال کے نزدیک جب ہم اسلامی قوانین کے چار بنیادی ماخذ اور ان سے پیدا شدہ اختلافات کا بغور مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں تسلیم شدہ فقہ میں سختی یا تشدد کا کوئی شائبہ نہیں نظر آتا۔ بلکہ مزید ارتقاء کا امکان بلکل صاف صاف نظروں کے سامنے آجاتا ہے۔ اجتہاد کا دروازہ کسی بھی امام نے بند نہیں کیا۔ اجتہاد کی اہمیت کے پیش نظر یہ حدیث پاک ہماری راہنمائی کرتی ہے۔

"حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو جب یمن کا حاکم مقرر کیا گیا تو ان کی روانگی کے وقت نبی پاک ﷺ نے ان سے دریافت کیا کہ اے معاذ معاملات کا فیصلہ کیسے کروگے۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا یارسول اللہ ﷺ اللہ کی کتاب کے مطابق۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر کتاب اللہ سے تمہاری راہنمائی نہ ہو تو حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا تو رسول اللہ ﷺ کی سنت کے مطابق، آپ ﷺ نے پھر فرمایا اگر سنت رسول ﷺ سے بھی راہنمائی میسر نہ آئے تو؟ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا پھر میں خود ہی کوئی رائے دینے کی کوشش کروں گا۔"(۱۰)

قرآن حکیم کی تعلیمات کا تقاضہ ہے کہ ہم عمل اختیار اور فکر دینی کو متحرک رکھیں اور اسے جامد نہ ہونے دیں۔ علامہ نے اس کی بہترین وضاحت کچھ اس طرح کی ہے۔

ISSN(**Print**): 2709-9636 | ISSN(**Online**): 2709-9644
Volume 2, 2021(Issue III, July to September)

اے کہ می نازی بہ قرآن عظیم
تا کجا در حجرہ مے باشی مقیم
در جہاں اسرار دیں رافاش کن
نکتہ شرع میں رافاش کن (۱۱)

قرآن حکیم دنیائے انسانیت کے لئے آخری وحی کا درجہ رکھتا ہے۔ اور وحی ساری دنیا کے انسانوں کو تمام معاملات زندگی میں ہدایت فراہم کرتی ہے۔ اور بنیادی اصول ہمیشہ چند اور مختصر طور پر بیان ہوتے ہیں تا کہ الفاظ کی کثرت بنیادی اصولوں میں کوئی ابہام پیدا نہ کر دے۔ بد قسمتی سے ہم نے فروعی اور جزوی معاملات کو بنیادی اصولوں کے ساتھ گڈ مڈ کر دیا۔ ورنہ قرآن حکیم ایک شفاف چشمہ حیات ہے کہ جو ہمارے لئے فکر کی بنیاد فراہم کرتا ہے اقبال اس تاسف کا اظہار کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

ڈھونڈنے والا ستاروں کی گزر گاہوں کا
اپنے افکار کی دنیا میں سفر کر نہ سکا (۱۲)

علامہ اقبال کی نظر میں ے یہ امر انتہائی ضروری اور اہم ہے کہ جزوی اور فروعی معاملات زمانے کے بدلتے ہوئے حالات اور مقامات کے ساتھ بدلتے رہیں۔ ورنہ حیات مسلم اور ارتقائے انسانیت منجمند ہو کر رہ جائیں گے۔ علامہ اقبال کی دور بین نظر مسلم امہ کی حالت زار کا اندازہ لگا چکی تھی اور آئندہ دور کا انداز بھی کر لیا تھا۔ علامہ اقبال نے مسلمانوں کی انتہائی پستی کا دور اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا اس لئے علامہ علماء دین کو بار بار تاکید کر رہے تھے۔ کہ دین کو متحرک رکھئے اس چشمہ حیات کو رواں رہنے دیں اور اس میں آمیزش نہ ہونے دیں۔

"فقہائے متقدمین کو اقبال نے خراج تحسین دیتے ہوئے کہا کہ متقدمین نے اسی اصل سے سراغ پا کر متعدد فقہی نظام کھڑے کر دیئے اور معاشرتی اور سیاسی قوت کے اعتبار سے اسلام کی نصف کامیابی اور غلبہ انہی فقہائے کی قائدانہ ذہانت پر منحصر تھا۔ علامہ اقبال نے اپنا زاویہ نگاہ بڑے مدبرانہ اور فلسفانہ انداز میں مسلم امہ کے سامنے پیش کیا اور ان کے ہم عصر بڑے بڑے جید علماء نے ان کی رائے سے اتفاق کیا تھا۔ علامہ اقبال نے مدلل انداز میں واضح کیا کہ ہر زمانے میں ہر مقام پر مسلمان قرآن حکیم کے بنیادی اصولوں کو سامنے رکھتے ہوئے اپنے گرد و پیش کے احوال کی روشنی میں اپنے لئے قوانین مرتب کر سکتے ہیں۔ "(۱۳)

ISSN(**Print**): 2709-9636 | ISSN(**Online**): 2709-9644
Volume 2, 2021(Issue III, July to September)

علامہ اقبال کے نزدیک موجودہ نسل کے مسلمانوں کا یہ دعویٰ بالکل درست ہے کہ انہیں اپنے تجربات اور زندگی کے بدلے ہوئے حالات کی روشنی میں فقہ کے بنیادی اصولوں کی تشریح جدید کا بھی حق ہے۔ قرآن حکیم کی تعلیمات کہ زندگی مسلسل ارتقاء پذیر تخلیق کا نام ہے اور یہ ایک ضروری امر ہے کہ ہر نسل کو اپنے مسائل خود سلجھانے کی اجازت ہونی چاہیے۔ متقدمین کا کام نئی نسلوں کی راہنمائی تو ہو سکتا ہے لیکن ان کی راہ میں دشواریاں نہیں ڈالنی چاہیے۔ دین اسلام کی عمارت بہت پختہ ہے اور مضبوط بنیادوں پر قائم ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم اس کی شان اور دلفریبی کو قائم رکھیں۔ بقول اقبال

اٹھ کہ خورشید کا سامان سفر تازہ کریں
نفس سوختہ شام و سحر تازہ کریں (۱۴)

علامہ اقبال، معتقدات مذہبی کی وجوہات، کو اسلامی تہذیب کی یک رنگی کے لئے لازمی قرار دیتے ہیں اور ایک اسلامی یونیورسٹی کے قیام کی تجویز دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔

> "ہندوستان میں اسلامی یونیورسٹی قائم ہونا ایک لحاظ سے نہایت ضروری ہے ہماری قوم کے عوام کی اخلاقی تربیت کا کام ایسے علماء اور واعظ انجام دے رہے ہیں جو اس خدمت کی انجام دہی کے پوری طرح اہل نہیں ہیں۔ اس لئے ان کا علم اسلامی تاریخ اور اسلامی علوم کے متعلق نہایت محدود ہے۔ اخلاق اور مذہب کے اصول و فروغ کی تلقین کے لئے موجودزمانے کے واعظ کو تاریخ، اقتصادیات اور عمرانیات کے حقائق عظیمہ سے آشنا ہونے کے علاوہ اپنی قوم کے لئے لٹریچر اور تخیل میں پوری دست رس رکھنی چاہیے۔ الندوہ، علی گڑھ اور دیوبند اور اسی قسم کے دوسرے مدارس جو الگ الگ کام کر رہے ہیں اس بڑی ضرورت کو رفع نہیں کر سکتے۔ ان تمام بکھری ہوئی تعلیمی قوتوں کا شیرازہ بند کر کے ایسا دارلعلوم ہونا چاہیے جہاں اعلیٰ تخیل، زمانے کے رجحانات کا لطیف احساس اور مسلمانوں کی تاریخ اور مذہب کے مفہوم کی صحیح تعبیر لازمی ہے۔"(۱۵)

عام مسلمانوں میں خاص قابلیتوں کے نشو نما کی ضرورت اور علماء کی طرف سے مایوس ہو کر علامہ اقبال فقہ اسلامی کی تدوین نو کی تجویز دیتے ہوئے جو راہ بتاتے ہیں اس کی نوعیت واضح ہو جو نہ صرف زماں و مکاں کے احوال و کوائف پر پوری اترے بلکہ ملت کے اتحاد و یگانگت کا بھی سبب بنے۔ چنانچہ علامہ اقبال نے ہیت اسلام میں

ISSN(**Print**): 2709-9636 | ISSN(**Online**): 2709-9644
Volume 2, 2021(Issue III, July to September)

حرکت کا اصول، کے عنوان سے مقالہ لکھا جس میں فقہ اسلامی کی تشکیل نو کے لئے اجتہاد کی ضرورت اور اہمیت اور اس کی حدود و قیود واضح کیئے۔ ۱۹۳۰ء میں خطبہ الہ آباد میں ایک آزاد اسلامی ریاست کے تصور نے ملک کے لئے کسی قابل عمل نتیجہ کی راہ روشن کر دی اور علامہ اقبال کے لئے یہ ممکن ہو گیا کہ وہ ۱۹۰۴ء والی اس حالت احتیاط سے باہر آ جائیں۔ جس کے زیر اثر علامہ کو کہنا پڑا۔

نیست جرات بعرض حال مرا
گلہ منذلم زبے زبانی ہا (۱۶)

علامہ اقبال نے پوری جرات اور محنت سے تاریخ اسلام کو کھنگالنے کے بعد واضح کیا۔

"اسلام ابتداء ہی سے اس اصول کو تسلیم کر چکا تھا کہ فی الواقع اور عملاً سیاسی حکومت کی کفیل وامین ملت اسلامیہ ہے نہ کہ کوئی خاص فرد واحد۔" (۱۷)

پیغمبر ﷺ عربی نے عربوں جیسی قوم کو اطاعت اور اقتدار کی زنجیروں میں جکڑ دیا لیکن خود اپنے ذاتی اقتدار حکومت کی مخالفت تمام دنیا سے بڑھ کر خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کی، ارشاد فرمایا:

"میں ایسا ہی بشر ہوں جیسے تم سب ہو تمہاری طرح میری مغفرت بھی خدا کے رحم وکرم پر موقوف ہے۔ "(۱۸)

علامہ اقبال امت مسلمہ کو متنبہ کرتے ہیں۔

"فرقہ بندی اور طبقاتیت کے بت توڑ کر ایک ہو جائیں۔ انسانیت کو توہمات سے نجات دلانے کا بنیادی فرض کس طرح پورا کیا جا سکتا ہے جب تک یہ فرض انجام دینے والے خود ان زنجیروں سے آزاد نہ ہو جائیں۔ اسلام میں کوئی وھابی، سنی شیعہ نہیں حق کی تعبیر و تشریح پر لڑنے کی بجائے حق کی حفاظت کے لئے کمر بستہ ہو جاؤ کہ حق خود خطرے میں ہے۔"(۱۹)

اسی جذبے کے تحت علامہ اقبال نے مقالہ تحریر کیا جسے ملی اتحاد و یگانگت کے لئے نسخہ کیمیاء قرار دیا جا سکتا ہے۔

(The Iqbal of Ijtihad in the Law of Islam)

یہ مقالہ ۱۹۳۰ء میں حیدر آباد دکن کے دورے کے دوران پڑھا:

"علامہ اقبال نے بہترین انداز میں وضاحت کی کہ نوع انسانی ایک ہے اس اس کی زندگی کا اصل روحانی ہے۔ عیسائیت کا ظہور ایک نظام رہبانیت کی شکل میں ہوا اس لئے اس میں

ISSN(**Print**): 2709-9636 | ISSN(**Online**): 2709-9644
Volume 2, 2021(Issue III, July to September)

ایک نظام اجتماعی کی گنجائش ہی نہ تھی۔ لہذا قیصر جو لین کو ایک بار پھر قدیم دیوتاؤں کی طرف رجوع کرنے اور ان کی تائید میں فلسفانہ تاویلات سے کام لینا پڑا۔ ظہور اسلام کے وقت پوری دنیا کا یہی حال تھا۔ چنانچہ ظہور اسلام نہ صرف وقت کی ضرورت تھی بلکہ کسی ایسی سر زمین سے اس کا ظہور لازم تھا۔ جو قدیم تہذیبی اثرات سے یکسر پاک ہو۔ تین براعظموں کے وسط میں آباد اس نئی تہذیب نے اتحاد عالم کی بنیاد اصول توحید پر رکھی جس کا تقاضہ تھا کہ ہم صرف اللہ کی اطاعت کریں نہ کہ ملوک و سلاطین کی۔ توحیدی معاشرے کے لئے لازمی ہے کہ وہ اپنی زندگی میں ثبات اور تغیر دونوں خصوصیات کا لحاظ رکھیں۔ دوامی اصولوں کے ساتھ تغیر کی نفی اسے صفات الہیہ میں کل یوم ہو نفی شان کی آئینہ دار نہیں رہنے دیتی جیسے کہ یورپ کی ناکامی اور مشرق کے جمود سے ظاہر ہے۔ اسلام کی ہیت ترکیبی میں اس دوام و تغیر کا فریضہ اجتہاد سے ہی ادا ہوتا ہے۔ "[۲۰]

" علامہ اقبال نے اجتہاد کو فقہ اسلامی کی تشکیل نو کے لئے لازمی قرار دے کر اجتہاد کے تین درجات بتائے۔

۱۔ تشریح یا قانون سازی میں مکمل آزادی جس سے آئمہ مذاہب ہی نے فائدہ اٹھایا۔

۲۔ محدود آزادی جو کسی مذہب فقہ کے حدود کے اندر رہ کر ہی استعمال کی جاسکتی ہے۔

۳۔ وہ مخصوص آزادی جس کا تعلق ایسے مسئلے میں قانون کے اطلاق سے ہے جسے بانیان مذہب فقہ نے جوں کا توں چھوڑ دیا۔ "[۲۱]

علامہ اقبال نے قرآن حکیم پر مدار رکھنے والے فقہی مکتب کی طرف سے اجتہاد پر قدغن پر اظہار حیرت کر کے آزادانہ فقہی سوچ بچار کے ضمن میں جمود کے اسباب بیان کئے اور قدیم علماء کی تحریک عقلیت کو ایک انتشار خیز وقت خیال کیا۔ جس سے بحثیت ایک نظام مدنیت اسلام کا استحکام ختم ہو جانے کا خطرہ تھا۔

"اسلام کا وجود اجتماعی بر قرار رکھنے کے لئے ان کے پاس قوانین کے اندر سختی پیدا کرنے کے علاوہ اور کچھ نہ تھا۔ فقہاء کی لفظی حیلہ تراشیوں کے خلاف تصوف کا وجود بھی آزاد خیالی کی تحریک ثابت ہوا۔ اور رفتہ رفتہ اسلام کا نہایت اہم پہلو کہ یہ ایک نظام مدنیت بھی ہے لوگوں کی نظر سے او جھل ہو گیا"۔[۲۲]

علامہ اقبال نے ۱۹۰۸ تا ۱۹۰۹ء کے مقالات میں علماء کی ناکامیوں کا ذکر کیا۔ ۱۹۱۸ء میں مثنوی، رموزِ بے خودی، میں اجتہاد کے موضوع پر ایک باب لکھا۔

﴿در معنی این کہ در زمانہ انحطاط تقلید از اجتہاد اولی تر است،﴾

مضمحل گردد چو تقویم حیات　ملت از تقلید می گیرد ثبات

راہ آبادو کہ ایں جمعیت است　معنی تقلید ضبط ملت است

نقش بر دل معنی توحید کن　چارہ کار کو داز تقلید کن

اجتہاد اندر زمان انحطاط　قوم رابر ہم ہمی پیچد حیات

راجتہاد علمان کم نظر　اقتدا بر رفتگان محفوظ تر

اے کہ از اسرار دیں بیگانہ ای　با یک آئیں ساز اگر فرزانہ ای (۲۳)

اقبال کے نزدیک اسلام ایک واحد اور ناقابل تجزیہ حقیقت ہے جس کا ایک رخ دینی اور دوسرا رخ دینوی ہے۔ علامہ نے وضاحت کی کہ یہ روح ہی ہے جسے زماں اور مکاں کے حوالے سے دیکھا جائے تو مادے کی شکل اختیار کر لیتی ہے۔ علامہ اقبال تشکیل جدید الہیات ﴿چھٹا خطبہ﴾ میں لکھتے ہیں۔

"انسان جس وحدت سے عبارت ہے اس کے اعمال و افعال کا مشاہدہ خارجی عالم کے حوالے سے کیا جائے تو ہم اسے بدن اور حقیقی حوالے سے کیا جائے تو روح قرار دیں گے۔ گویا توحید حریت اور مساوات اور حقظ بنی نوع انسان کی اساس ہے۔ ان اصولوں کا اظہار ایک مخصوص جمعیت بشر یمیں دیکھنے کے لئے اسلامی ریاست کو حکومت الہیہ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ یوں ان معنوں میں نہیں کہ ہم اس کی زمام کسی ایسے خلیفۃ اللہ کے ہاتھ میں دے دیں جو اپنے مفروضہ کے عذر میں اپنے وجو داستبداد پر ہمیشہ ایک پردہ ساڈال رکھے۔ "(۲۴)

علامہ اقبال اسلامی آئین کے ماخذ ﴿قرآن، حدیث، اجماع، قیاس﴾ کی روشنی میں وضاحت کرتے ہوئے امت کی نجات آئین اسلام اور ماخذین آئین اسلام کی پاسداری میں ہی قرار دیتے ہیں۔ آئین اسلام کا اولین ماخذ **قرآن** ہے۔ علامہ کے نزدیک یہ ارشاد کہ زندگی ایک مسلسل تخلیقی عمل ہے یہ اس امر کا متقاضی ہے کہ مسلمانوں کی ہر نسل اسلاف کی رہنمائی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے مسائل آپ حل کرے یہ نہیں اسے اپنے لئے رکاوٹ تصور کر لیں۔ قرآن حکیم نے مشاروت عامہ کو مسلم معاشرہ کا اصل اصول قرار دیا ہے۔ قرآن حکیم میں

ISSN(**Print**): 2709-9636 | ISSN(**Online**): 2709-9644
Volume 2, 2021(Issue III, July to September)

مسلم حکمران کے لئے اولی الامر منھم کا خطاب آیا ہے۔ یہاں خلیفہ وملک جیسے خطابات نہیں۔ مسلم امہ پر واجب کر دیا گیا ہے کہ وہ مسائل کے حل کے لئے اللہ اور رسول ﷺ کی طرف رجوع کریں اور اللہ اور رسول ﷺ سے رجوع کرنے کا مطلب در حقیقت قرآن سے رجوع کرنا ہے۔ علامہ اقبال کے نزدیک امت مسلمہ کو راہنمائی قرآن حکیم سے حاصل کرنی چاہیے۔ اسی میں امت کی نجات مضمر ہے۔

آئین اسلامی کا دوسرا ماخذ **حدیث** ہے۔ اسلام میں اطاعت الہیٰ کے ساتھ اطاعت رسول ﷺ بھی لازم ہے۔ نبی پاک ﷺ کی سنت واجب الاتباع ہے۔ سنت فعلی مشاروت عامہ ہے۔ جو انفرادی اجتہاد کی بجائے اجتماعی اجتہاد کا درس دیتی ہے۔ اور سنت قولی وہ تشریحات ہیں جو نبی پاک ﷺ نے قرآن کے حوالے سے دیں۔

علامہ اقبال حدیث کو بھی ازروئے قرآن حکیم، اصل اصول ثانی تسلیم کرتے ہیں۔ علامہ نے تاریخی تنقید کے جدید اصولوں کے مطابق مجموعہ احادیث پر بحث کی۔ علامہ اقبال نے احادیث نبوی کو اسلامی آئین کا قیمتی سرمایہ قرار دیا اور اجتہاد کا بہت بڑا منبع قرار دیا۔

آئین اسلامی کا تیسرا ماخذ **اجماع** ہے۔ اجماع نہ تو قرآن اور سنت کا ناسخ ہو سکتا ہے۔ نہ ہم پلہ۔ اجماع معروضی حالات میں قیاس کا تابع ہے جو ابدی نہیں ہو سکتا سوائے اس اجماع کے جو امر واقع کے تحت ہو۔ جو اجماع قیاس پر مبنی ہو وہ امر واجب نہیں لیکن اس سے قیاس میں مدد لی جاسکتی ہے۔ اقبال کے نزدیک فقہ اسلامی کا یہ ماخذ بہت اہمیت کا حامل ہے اس وقت دنیا میں جو نئی طاقتیں ابھر رہی ہیں کچھ ان کے اور کچھ مغربی اقوام کے سیاسی تجربات کے پیش نظر مسلمانوں کے ذہن میں بھی اجماع کی اہمیت کا شعور پیدا ہوا ہے۔

یہ ایک صحت افزا عمل ہے۔ یوں بھی مسلم جو مختلف فرقوں میں منقسم ہے اس وقت اجماع کی یہی صورت ممکن بھی ہے۔ علامہ اقبال اس بات پر بھی مسرور تھے۔ کہ مسلم ممالک میں اب مجالس قانون ساز اور جمہوریت کو فروغ مل رہا ہے۔ علامہ کی رائے میں مجالس قانون ساز کے قیام سے فرد واحد کی بجائے مقننہ کو حق اجتہاد ملنے سے بہت حد تک فرقہ پرستی کا استحصال ممکن ہو جائے گا۔ علامہ اقبال نے اجماع امت کے لئے تجاویز دیں۔ اولاً ۔ علماء کو پارلیمنٹ کا جزو بنا دیا جائے البتہ علماء کی کسی بالادست کمیٹی کا قیام بہر حال خطرناک ہو گا۔ ثانیاً ۔ علماء بھی کسی بالادستی کے خواب کی بجائے مجالس قانون ساز میں ہر امر قانونی میں آزادانہ بحث اور اظہار رائے کی اجازت دیتے ہوئے اس کی راہنمائی کریں۔ ثالثاً ۔ بلاد اسلامیہ میں فقہ کی تعلیم جس نہج پر ہو رہی ہے۔ اس کی اصلاح کی جائے اور

ISSN(**Print**): 2709-9636 | ISSN(**Online**): 2709-9644
Volume 2, 2021(Issue III, July to September)

دینی مدارس فقہی مکاتب فکر کی بجائے دینی بنیادوں پر قائم ہوں۔ آئین اسلامی کا چوتھا ماخذ **قیاس** ہے۔ قیاس دراصل کسی خاص غور و فکر کا نام ہے اور اجتہاد کا اصل آلہ معلوم ہوتا ہے۔ ہر دور میں قیاس کی حجت قائم رہتی ہے۔

اگر اجتہاد کی شرائط میں قیاس بھی ایک شرط ہو تو مسلم ممالک میں قانون کا ماخذ قرآن و سنت ہونا چاہیے اور ایسے فقہی مسلک کو شریعت کا درجہ دے کر اس کے نفاذ پر بضد نہیں ہونا چاہیے۔ جو اس فقہی مسلک کے علماء سے خوفزدہ نہیں ہونا چاہیے۔ بلکہ سیاسی جماعتوں میں شامل ہو کر پارلیمنٹ میں اپنے جوہر دکھانے چاہیے۔ آج اجتہاد کی زیادہ آسانیاں میسر ہیں۔ قرآن و سنت کی تفاسیر کا ذخیرہ اس حد تک وسیع ہو چکا ہے کہ آج کے مجتہدین کے لئے پہلے سے کہیں زیادہ سامان موجود ہے۔

موجودہ دور میں تغیر اور تبدل کی جو رفتار ہے اس کی کوئی مثال نہیں اگر اس تبدیلی کا موازنہ ماضی سے کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ انسان اور معاشرے کی تبدیلی سے شناسائی اس سے قبل نہ تھی۔ اب معاشرہ کی تشکیل نو کے لئے تمام معاملات اور اداروں میں تبدیلی کا عنصر ناگزیر ہے۔ خواہ یہ تبدیلی منفی ہو یا مثبت، اسلام میں اس تغیر کا اثبات اجتہاد کی صورت کیا گیا۔

اسلام قوم پرستی یا بادشاہت پسندی کی بجائے، جمعیت اقوام کا داعی ہے۔ مسلم امہ کے حالات کے تناظر میں اقبال کے نظریات حقیقت سے بہت قریب دکھائی دیتے ہیں۔ عہد جدید میں فرقہ ورانہ اختلافات کی وجہ سے پیدا ہونے والی انارکی اور افراتفری کے حل کے لئے اقبال کے نزدیک اجماع کی از حد ضرورت ہے۔

اجماع کی ممکنہ صورت اقبال کے نزدیک یہی ہے کہ یہ اختیار مسلمانوں کی قانون ساز اسمبلی کے حوالے کر دیا جائے۔ اسمبلی یا پارلیمنٹ میں بیٹھ کر مختلف مکاتب کے لوگ اپنے اختلافات کو دور کر سکتے ہیں۔ علامہ اقبال اندھا دھند تقلید کو اسلام کی ضد قرار دیتے ہیں۔ بال جبریل کی نظم، اجتہاد میں روایت پسند علماء پر تنقید کرتے ہیں۔

خود بدلتے نہیں قرآن کو بدل دیتے ہیں
ہوئے کس درجہ فقیہان حرم بے توفیق
ان غلاموں کا یہ مسلک ہے کہ ناقص ہے کتاب
کہ سکھاتی نہیں مومن کو غلامی کے طریق (۲۵)

ISSN(**Print**): 2709-9636 | ISSN(**Online**): 2709-9644
Volume 2, 2021(Issue III, July to September)

علامہ اقبال نے فکر اسلامی کی تشکیل نو کے ضمن میں اجتہاد کی ضرورت اور اہمیت پر زور دیا۔ علامہ کے نزدیک ہر اپنائی جانے والی روش کو روحانی آزادی کے تناظر میں پرکھا جائے جو اسلام نے فرد کو عطا کی۔ چنانچہ انسان کی زندگی کی تشکیل نو اسی آزادی کو سامنے رکھ کر ہونی چاہیے۔

اسلامی قانونی اداروں کے لئے اہم ہے کہ وہ اسلام کی سماجی روش کو گہرائی سے دیکھیں اور سمجھیں۔ اسلام کا اصول حرکت اجتہاد میں ظاہر ہوتا ہے۔ اس لئے ملت اسلامیہ میں پائے جانے والے جمود کو توڑنے کے لئے اجتہاد یعنی فقہ اسلامی کی تدوین نو ضروری ہے۔ مسلم پارلیمنٹ کو قانون سازی یا اجتہاد کا اختیار دیا جائے۔ علماء پارلیمنٹ کا حصہ بن کر دینی راہنمائی کر فرض ادا کریں۔

حوالہ جات

۱۔ بیان اقبال نیا تناظر، ارشاد شاکر اعوان ڈاکٹر، اقبال اکیڈمی لاہور ۱۹۹۷، ص ۱۷۹

۲۔ کلیات اقبال اردو، علامہ اقبال ڈاکٹر، شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور ۱۹۷۷ء، ص ۴۵۶

۳۔ مسلم امہ اور اقبال، محمد اشرف چوہدری ڈاکٹر، مترجم انوار احمد بلال اینڈ کمپنی پبلشرز سٹیلائیٹ ٹاؤن راولپنڈی ۱۹۹۹ء ، ص ۱۴۸تا۱۴۹

۴۔ کلیات اقبال اردو، علامہ اقبال ڈاکٹر، شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور ۱۹۷۷ء، ص۴۵۶

۵۔ اقبال کا تصور اجتہاد، خالد مسعود ڈاکٹر، ایس ٹی پرنٹر گوالمنڈی راولپنڈی ۱۹۵۸ء ، ص ۸۰

۶۔ بیان اقبال نیا تناظر، ارشاد شاکر اعوان ڈاکٹر، اقبال اکیڈمی لاہور ۱۹۹۷، ص ۱۷۹

۷۔ کلیات اقبال اردو، علامہ اقبال ڈاکٹر، شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور ۱۹۷۷ء، ص ۴۵۶

۸۔ ایضاً، ص ۵۶۷

۹۔ قرآن حکیم، سورۃ یوسف، آیت نمبر ۱۰۴

۱۰۔ اقبال شاعر فردا، غلام صابر، اقبال اکیڈمی لاہور ۱۹۷۷ء ، ص ۱۵۵

۱۱۔ کلیات اقبال فارسی، علامہ اقبال ڈاکٹر، شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور ۱۹۸۵ء، ص ۵۶۴

۱۲۔ کلیات اقبال اردو، علامہ اقبال ڈاکٹر، شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور ۱۹۷۷ء، ص ۴۵۴

۱۳۔ اقبال شاعر فردا، غلام صابر، اقبال اکیڈمی لاہور ۱۹۹۶ء، ص ۱۵۷تا۱۵۶

۱۴۔ کلیات اقبال اردو، علامہ اقبال ڈاکٹر، شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور ۱۹۷۷ء ، ص ۵۶۴

۱۵۔ بیان اقبال نیا تناظر، ارشاد شاکر اعوان ڈاکٹر، اقبال اکیڈمی لاہور ۱۹۹۷، ص ۱۸۰تا۱۸۱

۱۶۔ ایضاً ، ص ۱۸۲

۱۷۔ مقالات اقبال مرتبہ، عبدالواحد معینی سید، القمر انٹر پرائزز غزنی سٹریٹ لاہور ۲۰۱۱، ص ۱۶۲

۱۸۔ ایضاً ، ص ۳۰۴

۱۹۔ مرتب ایس وائی ہاشمی Islam as an Ethical and Political Ideal، ص ۱۱۱تا۱۱۲

۲۰۔ تشکیل جدید الہیات اسلامیہ، نذیر نیازی سید، بزم اقبال کلب روڈ لاہور، ۲۰۰۰، ص ۲۲۸

۲۱۔ ایضاً ، ص ۲۲۹

۲۲۔ ایضاً ، ص ۲۳۱

۲۳۔ کلیات اقبال فارسی، علامہ اقبال ڈاکٹر، شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور ۱۹۸۵، ص ۵۴۹

۲۴۔ تشکیل جدید الہیات اسلامیہ، نذیر نیازی سید، بزم اقبال کلب روڈ لاہور، ۲۰۰۰ء، ص ۲۴۰تا۲۴۱

۲۵۔ کلیات اقبال اردو، علامہ اقبال ڈاکٹر، شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور ۱۹۷۷، ص ۲۴۹